لھب

سورہ نمبر 111

تنزیلی نمبر 21

آیات 5

پارہ 30

مکی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورہ لھب/مسد

فضیلت سورہ لھب

📖 امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم سورۃ "تبت یدا ابی لھب" پڑھو تو ابولہب کو بددعا کرو اس لیے کہ وہ ان جھٹلانے والوں میں سے تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا کرتے تھے اور اس پیغام(قرآن) کو جھٹلاتے تھے جو نبی اکرمؐ پر اللہ کی جانب سے آیا تھا۔ (ثواب الاعمال)

📖 خواص القرآن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص یہ سورت پڑھے گا تو اللہ اس کو اور ابولہب کو یکجا نہیں کرے گا اور اگر اس سورت کو پیٹ کے درد اور مروڑ کے لیے پڑھا جائے تو حکم خدا سے وہ تھم جائے گا اور جو شخص سوتے وقت یہ سورہ پڑھے گا اللہ اسے محفوظ رکھا گا۔ (خصوصیات و فوائد قرآن)

شان نزول

📖 اس سورۃ کا مضمون بنی ہاشم کے ایک فرد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا، عبد العزی جس کی کنیت ابو لہب ہے، پر نفرین ہے۔ بنی ہاشم کا فرد ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب و ایذا میں غیروں سے بھی آگے رہتا تھا۔ اس لیے اسے غیروں سے زیادہ رسوا کیا گیا اور اس پر نفرین اور اس کی مذمت قرآن کا حصہ قرار دے کر دائمی اور ابدی رسوائی کی سزا دی گئی۔ (تفسیر کوثر)

✏ روایات و مفسرین کے اقوال کی روشنی میں یہ صرف اس وقت نازل ہوئی، جب نبی کریم ﷺ نے 3 سال بعد علی الاعلان نبوت کا اعلان کیا، "یا صباحاہ"، اس مناسبت سے سورہ شعراۃ میں دعوت ذولعشیرہ کا واقعہ آچکا ہے، یعنی وہ سورہ تنزیلی طور پر اس سے پہلے آنا چاہیے، اب ان 3 سالوں میں کتنی سورتیں اور کون کون سی سورتیں نازل ہوئی ہیں، واللہ اعلم، شاید 22 سے 30 چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوئی ہوں، اس کے بعد جب کھل کر نبوت کا اعلان کیا، تو اس کا ذکر سورہ حجر میں بھی ہے، تو حجر پہلے ہونی چاہیے، سورہ حجر کے بعد سورہ لہب... جہاں پر سورہ لہب ہوگی، وہاں پر دراصل شروع کا 3 سالہ دور ختم ہوا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1۔ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ ؕ ۱

ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہوگیا۔

(ڈاکٹر اسرار احمد)

📖 تَبَّت: (ت ب ب) خسارے یا ہلاکت میں جانا جیسے:

وَ مَا زَادُوہُم غَیرَ تَتبِیبٍ﴿﴾ (۱۱ ھود:۱۰۱)

اور انہوں نے تباہی کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کیا۔ (کوثر)

ابولہب

📖 لَہَب کے معنی آگ کے شعلے اور انگارے کے ہیں۔ اس شخص کی کنیت ابولہب کے حوالے سے یہاں اس لفظ کا استعمال ”صنعت ِ لفظی“ کی بہترین مثال ہے۔ اس کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا ' لیکن اپنی سرخ وسفید رنگت کی وجہ سے ”ابولہب“ شعلہ رو کی کنیت سے مشہور تھا۔

(اسرار احمد)

📖 ابو لہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھا۔ اس کا نام عبد العزیٰ بقولے عبد مناف تھا۔ وہ اپنی کنیت ابو لہب سے مشہور ہے۔

ابو لہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں ہر مقام پر پیش پیش رہتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعوت اسلام کے لیے کہیں تشریف لے جاتے تو یہ ان کے پیچھے جاتا اور لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سننے سے روکتا تھا۔ ابو لہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریبی ہمسایہ تھا۔ وہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر میں بھی چین سے نہیں رہنے دیتا تھا۔ ابو لہب کی بیوی ام جمیل (ابو سفیان کی بہن) رات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر خار دار جھاڑیاں پھینک دیا کرتی تھی۔

اس سورہ کے نازل ہونے کے چند سال بعد جنگ بدر میں قریش کے اکثر بڑے بڑے سردار قتل ہوئے تو ابولہب کو اس قدر دکھ ہوا کہ سات دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ اسے متعدی قسم کی بیماری لگی تھی۔ اس لیے گھر والوں نے بھی اسے چھوڑ دیا۔ مرنے کے بعد بھی تین دن تک اس کی میت گھر میں پڑی رہی۔ بدبو پھیلنے لگی تو اس کے بیٹوں نے چند حبشیوں کو بلا کر اسے دفنا دیا۔ (کوثر)

📖 ابولہب پیغمبرﷺ کا قریب ترین ہمسایہ تھا یعنی صرف ایک دیوار بیچ میں تھی اور اُس کی رفیقہ حیات ابوسفیان کی بہن اُم جمیل تھی، یہ حضرتؐ کے لئے بڑے ایذا رساں تھے ہر وقت بحیثیت پڑوسی کے جو انتہائی سخت ایذائیں پہنچاتے تھے، باہر جب حضرتؐ نکلتے اور لوگوں کو دعوت اسلام دینے جاتے تھے تو یہ ابولہب پیچھے لگ جاتا تھا اور آپ پیغام حق پہنچاتے تو یہ چیختا جاتا کہ یہ شخص جھوٹا ہے، دین سے منحرف ہوگیا ہے اور تم لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور اس کی بات کبھی نہ ماننا، اجنبی لوگ دریافت کرتے، یہ کون ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کا چچا ہے تو اُن پر اُس بات کا بہت اثر پڑتا اور پیغمبر خدا ﷺ کی تبلیغ کے مقصد کو سخت نقصان پہنچتا۔ وہ اُس کی شریک حیات اُم جمیل جو تھی خاردار جھاڑیاں حضرتؐ کے دروازے پر پھیلا جاتی جس سے حضرتؐ زخمی ہوں اور آپ کو اذیت پہنچے۔ (فصل الخطاب)

✎ یقینی طور پر انسان کو سب سے زیادہ اذیت غیروں سے نہیں، اپنوں سے ہی ہوتی ہے۔ غیروں کی بڑی بڑی باتیں بھی بندہ نظر انداز کر سکتا ہے، پر اپنا جتنا عزیز ہوگا، اس کی چھوٹی بات بھی زیادہ اذیت دیتی ہے۔

واصباحاہ

📖 ایک دفعہ جب کوہِ صفا پر حضرتﷺ اعلانیہ اپنے پیغام کو سب کو پہنچانے کے لیے تشریف لے گے تو... اس نے کہا تبا لک الہٰذا اجمعتنا... (فصل الخطاب)

✎ اور پھر جواب، خود اللہ تعالیٰ نے دیا " تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّؕ

📖 اس دعوت کا آغاز گھر سے ہوا پھر آپ تعلق اور قرابت داری کی بنیاد پر مختلف افراد کو انفرادی انداز میں دعوت دیتے رہے اور پھر تقریباً تین سال کے بعد آپ کو حکم ہوا کہ اب آپ علی الاعلان یہ دعوت دینا شروع کردیں۔ اس حکم کے بعد آپ نے ایک دن عرب کے رواج کے مطابق کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو اونچی آواز سے اپنی طرف بلانا شروع کیا۔ عرب میں رواج تھا کہ کسی اہم خبر کا اعلان کرنا ہوتا تو ایک آدمی اپنا پورا لباس اتارتا ' بالکل ننگا ہو کر کسی اونچی جگہ پر چڑھ جاتا اور ”وَاصَبَاحَا“ کا نعرہ لگاتا کہ ہائے وہ صبح جو آیا چاہتی ہے! یعنی میں تم لوگوں کو آنے والی صبح کی خبر دینے والا ہوں! اس زمانے میں ایسی خبر عام طور پر کسی مخالف قبیلہ کے شب خون مارنے کے بارے میں ہوتی تھی کہ فلاں قبیلہ آج صبح سویرے تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔

ایسے شخص کو ”نذیر عریاں“ کہا جاتا تھا۔ اس رواج کے مطابق لباس اتارنے کی بیہودہ رسم کو چھوڑ کر آپ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر ”وَاصَبَاحَا“ کا نعرہ لگایا۔ جس جس نے آپ کی آواز سنی وہ بھاگم بھاگ آپ کے پاس آپہنچا کہ آپ کوئی اہم خبر دینے والے ہیں۔ جب سب لوگ اکٹھے ہوگئے تو آپ نے ان کے سامنے اللہ کا پیغام پیش کیا ‘ جس کے جواب میں آپ کے بدبخت چچا ابو لہب نے کہا : تَبًّا لَکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا ؟ ”تمہارے لیے ہلاکت ہو نعوذ باللہ اس کام کے لیے تم نے ہمیں جمع کیا تھا ؟“ دعوت کو ڈنکے کی چوٹ بیان کرنے کے اس حکم اور اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت نبوت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی تھی۔ (اسرار احمد، سورہ حجر 15:94)

"ابنِ عباس "سے نقل ہوا ہے کہ جس وقت آیہ"و انذرعشیرتک الاقربین (شعراء/214)" نازل ہوئی اور پیغمبر ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو انذار کرنے اور اسلام کی دعوت دینے (اور اپنی دعوت کا اعلان کرنے)پر مامور ہوئے، تو پیغمبر کوہِ صفا پر آئے اور پکار کر کہا "یا صبٰحاہ "(یہ جملہ عرب اس وقت کہتے تھے جب ان پر دشمن کی طرف سے غفلت کی حالت میں حملہ ہو جاتا تھا تاکہ سب کو باخبر کر دیں اور وہ مقابلہ کے لیے کھڑے ہو جائیں، لہٰذا کوئی شخص "یا صباحاہ"کہہ کر آواز دیتا تھا !"صباح"کے لفظ کا انتخاب اس وجہ سے کیا جاتا تھا کہ عام طور پر غفلت کی حالت میں حملے صبح کے وقت کیے جاتے تھے)۔

مکّہ کے لوگوں نے جب یہ صدا سنی تو اُنہوں نے کہا کہ یہ کون ہے جو فر یاد کر رہا ہے ۔

کہا گیا کہ یہ "محمد"ﷺ ہیں. کچھ لوگ آپ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے قبائلِ عرب کو ان کے نام کے ساتھ پکارا۔ آپ ﷺ کی آواز پر سب کے سب جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان سے فر مایا:

"مجھے بتلاؤ! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ دشـمن کے سـوار اس پہاڑ کے پیچھے سـے حملہ کرنے والے ہیں، تو کیا تم میری بات کی تصـدیق کرو گے"۔

اُنہوں نے جواب دیا :"ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سُنا"۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید"۔

"میں تمہیں خدا کے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں"۔

"(میں تمہیں توحید کا اقرار کرنے اور بتوں کو ترک کرنے کی دعوت دیتا ہوں)"جب ابو لہب نے یہ بات سُنی تو اس نے کہا:"تباًلک! أما جمعتناالا لھذا؟!:"تو ہلاک ہو جائے! کیا تُو نے ہمیں صرف اس بات کے لیے جمع کیا ہے "؟

اِس موقع پر یہ سُــورہ نازل ہوا :تبّت یدا ابی لھب وتب "اے ابو لہب تُو ہی ہلاک ہو اور تیرے ہاتھ ٹوٹیں، تُو ہی زیاں کار اور ہلاک ہونے والا ہے"۔ (تفسیر نمونہ)

دشمن کا نام قرآن میں

ابولہب ہی واحد دشمن رسولؐ ہے جس کا نام لے کر قرآن میں ایک سورۃ نازل ہوئی ہے جب کہ دوسرے دشمنوں نے ابولہب سے زیادہ نہیں تو کم دشمنی نہیں کی تھی۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ ابولہب کا تعلق بنی ہاشم کے خاندان سے تھا۔ اس خاندان کے لوگوں سے کوئی ایسا خطرہ نہیں تھا کہ آئندہ برسراقتدار آ کر قرآن سے اس عار و ننگ کو مٹا دیں گے۔ بنی ہاشم کے لیے عار نہیں بلکہ فخر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کے بارے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔ اپنا سگا چچا کفر کرتا ہے تو اسے برملا دھتکار دیتے ہیں اور اگر کوئی غیر، حبشی غلام ایمان لے آتا ہے تو اسے قربت حاصل ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اگر بنی امیہ کے کسی فرد کی قرآن میں اس طرح مذمت کی جاتی۔ مثلاً اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الاَبتَرُ ﴿۳﴾ (۱۰۸ کوثر: ۳) میں بنی امیہ کے کسی فرد کا نام لیا جاتا تو آئندہ اپنی کی ہزارماہ کی حکومت میں وہ قرآن کے ساتھ کیا کچھ نہ کرتے۔ (کوثر)

یاد رہے، قرآن آیات کی شکل میں نازل ہوا، اور سورتوں کے نام بعد میں تجویز کیے گئے، کئی سورتوں کے ایک سے زائد نام بھی ہیں، جیسے سورہ حمد فاتحہ، اُم الکتاب، سبع مثانی وغیرہ بھی کہتے، سورہ علق کو اقراء بھی کہتے، سورہ غافر کو سورہ مومن بھی کہتے، اور اس سورہ لہب کو سورہ مسد بھی کہتے۔ سورتوں کے نام انکی پہلی آیت، یا سورۃ کے کسی خاص ٹاپک کی مناسبت سے ان پر رکھے گئے۔ اور یاد رہے "لھب"

کا اصل معنیٰ "شعلہ" ہے، جس کا ذکر آیت میں آیا "نارا ذات لھب" (آگ شعلے والی)، اس لیے سورہ لھب بولنے سے ضروری نہیں کہ "ابولھب" سمجھا جائے، بلکہ یہ آگ والا "لھب" ہے۔

اللہ تعالٰی نے نبی کریمﷺ کے دشمنوں میں سے قرآن میں صرف ابولہب کا ہی نام سے ذکر کیا ہے اور کسی کا نہیں۔ کیونکہ قرآن کا پیغام یونیورسل ہے نہ کہ ذاتی۔ حالانکہ دشمنانِ رسول کا ذکر چند سورتوں میں ابوجھل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل کے نام بتائے جاتے۔

دشمن	سورہ / آیت	مفسرین کی رائے	نام سے؟
ابو لہب	سورة المسد	واضح، صریح نام	✔
ولید بن مغیرہ	المدثر، القلم	صفات و انداز	❌
عاص بن وائل	سورة الكوثر	"ابتر" کہنے والا	❌
ابو جہل	العلق وغیرہ	تشریح میں ذکر	❌

✎ دوسری بات ابولہب کا نام سے ذکر، کی دو وجوہات ہوسکتی۔

ایک تو معاملہ بہت سنگین تھا، ابتدائی دور میں، جو نبی کریمﷺ پر انگلی اٹھائے، وہ بھی اپنا ہوکر، تو پھر اسکو جواب دینا بھی ضروری تھا۔

دوسری بات، اس پیشینگوئی کی بھی تکمیل ہونی تھی، (جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا اس امت میں ہوکر رہے گا) کہ پچھلے انبیاء میں ایک نبی کا چچا اپنے بھتیجے کے خلاف تھا، تو اس امت میں بھی اس نبی کا ایک چچا ان کے خلاف ہوا۔

2۔ مَآ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ ۲

نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔

(بلاغ القرآن)

📖 مورخین لکھتے ہیں ابو لہب قریش کے چار مالدار آدمیوں سے ایک تھا اور وہ بخل اور زر پرستی میں مشہور تھا۔ قرآن اس کی دولت کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ اس کی دولت اس کے کسی کام نہ آئی۔

۲۔ وَ مَا کَسَبَ :نہ اس کی کمائی اس کے کوئی کام آئی۔ کمائی سے مراد یا تو وہی دولت ہے یا اولاد ہے۔ چنانچہ جب متعدی مرض میں مبتلا ہوا تو نہ مال اس کے کام آیا نہ اولاد۔ یہ نہایت بے کسی میں تنہا اپنے گھرمیں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ (کوثر)

3۔ سَيَصۡلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۖ ۚ ۳

عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں جا پڑے گا۔

(طاہرالقادری)

4۔ وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۚ ٤

اور اس کی بیوی بھی، ایندھن اٹھائے پھرنے والی۔

(بلاغ القرآن)

📖 یہ عورت ام جمیل، ابوسفیان کی بہن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں ابو لہب سے کم نہ تھی۔

۲. حَمَّالَۃَ الحَطَبِ :اس کا لفظی ترجمہ تو ایندھن اٹھائے پھرنے والی ہے۔ یعنی لکڑیاں ڈھونے والی۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ عورت رات کو جھاڑیاں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر ڈال دیتی تھی اس لیے حَمَّالَۃَ الحَطَبِ کہا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ایک محاورہ ہے جو چغل خوری کرنے اور لوگوں میں فتنہ پھیلانے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

حَمَّالَۃَ الحَطَبِ جملہ حالیہ ہے کہ دنیا کی طرح آتش میں بھی اپنی پشت پر خود کو جلانے والا ایندھن اٹھائے ہوئے ہو گی۔ (کوثر)

5۔ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ٪ ۵

اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہے۔

(بلاغ القرآن)

📖 یہ بھی جملہ حالیہ ہے کہ جب یہ عورت جہنم جائے گی تو جس جگہ وہ دنیا میں زیور پہنتی تھی، دوزخ میں اس جگہ مضبوط رسی سے جکڑی ہوئی ہو گی۔

روایت ہے کہ وہ اپنی گردن میں بہت قیمتی ہار پہنتی تھی اور کہتی تھی لات و عزی کی قسم! میں اپنا یہ قیمتی ہار فروخت کر کے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے خلاف خرچ کروں گی۔ (کوثر)

حسب نسب

✎ حسب نسب چاہے کتنا ہی قریب کا کیوں نہ ہو، اگر بندہ ایمان پر نہیں تو نسب بھی کسی کام کا نہیں۔ اسی مناسبت سے رشتہ چاہے کتنا ہی

دور کا کیوں نہ ہو، اگر بندہ رسول کے نظریہ و عقیدہ پر ہے، تو آل رسول میں میں سے ہے- جیسے سلمان محمدی، (جیسے لغت میں "آل" اور "اہل" کی معنی بھی ہے۔ اور اگر فکرِ فرعون پر ہے تو پھر "آل فرعون" (وَاِذۡ نَجَّيۡنٰكُم مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ – 2:49)

📖 ابولہب پیغمبراکرمﷺ کا چچا تھا اور آپ کے قریب ترین رشتہ داروں میں شمار ہوتا تھا، جب اُس نے اپنا اعتقادی اور عملی راستہ آپ سے جُدا کر لیا تو اس کی بھی دوسرے منحرف اور گمراہ لوگوں کی طرح سخت ملامت اور سرزنش کی گئی .اس کے بر عکس ایسے دُور دراز کے لوگ بھی تھے جو نہ صرف پیغمبر کے رشتہ داروں میں شمار نہ ہو تے تھے، بلکہ آپ کے خاندان اور اہلِ زبان سے بھی نہیں تھے، لیکن وہ فکری، اعتقادی اور عملی رشتہ کی بناء پر اس قدر نزدیک ہو گئے، کہ مشہور حدیث سلمان منا اھل البیت (سلمان ہم اہلِ بیت میں سے ہیں) کے مطابق گویا خاندانِ رسالت کا جزء ہو گئے۔

ہم نے اس سلسلہ میں تفسیر نمونہ میں، سورہ ھود کی آیت 46 کے ذیل میں نوح کے بیٹے کے حال کی مناسبت سے، زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے (تفسیر نمونہ)

درسِ سورہ

✎ اس سورہ کا درس یہی ہے کہ جب تک بندہ ایمان کے ساتھ صراطِ مستقیم پر نہیں، تب تک نہ مال کام آتا ہے، نہ أولاد، اور نہ ہی رشتہ داریاں۔ چاہے وہ رشتہ "رحمت اللعٰلمین" ہی سے کیوں نہ ہو۔

انسان کے لیے راہِ نجات صرف ایمان اور عملِ صالح ہے۔

1. وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا ٱلصَّٰلِحَٰتِ... (سورہ البقرہ 2:25)

"اور خوشخبری دو ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے"...

2. إِلَّا ٱلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا ٱلصَّٰلِحَٰتِ (سورہ العصر 103:3)

"مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے"...

3. وَٱلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا ٱلصَّٰلِحَٰتِ سَنُدخِلُهُم جَنَّٰتٍ... (سورہ النساء 4:57)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور عملِ صالح انجام دیا ان جو جنتوں میں داخل کریں گے۔"

✎ انبیاء کی رشتہ داری کی مناسبت سے

سورہ لہب میں نبیﷺ کے چچا کا ذکر ہے،

سورہ مریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا ذکر ہے،

سورہ ھود میں حضرت نوحؑ کا ایک نافرمان بیٹے کا ذکر ہے،

اور سورہ تحریم میں نافرمان بیویوں کا ذکر ہے۔

جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا اس میں ہوکر رہے گا

✎ **یہ حدیث کہ "جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا اس میں بھی ہوکر رہے گا"**

(حوالہ، بخاری7320، تفسیر کوثر، سورہ مری، آیت 59)

کے تحت اس امت کا ایک ہی نبی ہے – حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم – اور انکا ایک چچا - دشمنِ خدا تھا کہ اللہ نے اس کی مذمت میں قرآن میں اس کے نام کے ساتھ ایک سورۃ میں ذکر کیا۔

اسی طرح پچھلی امتوں میں بھی ایک جلیل القدر نبی تھے – حضرت ابراہیم علیہ السلام – اور انکا بھی ایک چچا تھا، اور ان کا بھی ذکر قرآن میں نام کے ساتھ آیا – آزر۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ ءَازَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا ءَالِهَةً إِنِّيٓ أَرَىٰكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ (انعام، 6:74)

اور جب ابراہیم نے اپنے اب آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو معبود مانتے ہو میں تم کو اور تمھاری قوم کوکھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

اس لیے یہ معمہ بھی اس طرح حل ہوتا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے یا والد؟ کہ وہ چچا ہی ہو سکتے جیسے ابولھب نبی اکرمﷺ کے چچا تھے۔

دو انبیاء کے چچا اللہ و رسول کے دشمن ٹھرے،

اور دونوں کا قرآن میں ذکر موجود ہے،

اور دونوں کا ذکر ناموں کے ساتھ ہوا!

✎ **اس معاملے میں بندہ حقیر نے کچھ مزید تحقیق کی، اور قرآن و صحیح حدیث کی روشنیں میں جاننے کی کوشش کی کہ آیا آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے "والد" تھے یا "چچا"...**

جس کو بونس کے طور پر نیچے، شامل کیا جارہا.

اظھر حسین ابڑو

11-جون-2023

ترمیم و تصحیح، 15-جون 2025

آزر، والد یا چچا؟

کیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ/ابا مشرک تھے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1۔ بات شروع کہاں سے ہوئی؟

✎ میرا یہ گمان ہے کہ یہ روش وہاں سے نکلی۔۔ جب نبی اکرمﷺ کے بعد لوگ بٹ گئے۔ (اور خصوصاً وہ لوگ جو محمد و آل محمد سے بغض و عناد رکھتے تھے ,انہوں نے دیکھا ہمارے باپ دادا تو مشرک تھے تو ان کے کیسے بچ گئے۔۔۔ پہلے انہوں نے علیؑ پر وار کیا۔۔ اور چلتے پھرتے ٹوکتے رہتے تھے کہ علی تیرا باپ تو جہنم میں ہے۔ (جواب ملتا، میرا باپ کو چھوڑ تو اپنے باپ کی فکر کر وہ کہاں پر ہے۔)

پھر ایک ناصبی امت پیدا ہوئی، جن کو یہ تشویش تھی کہ کچھ اصحاب کے باپ تو مشرک ٹھرے، تو پھر علیؑ کا باپ بھی اس سے متثنیٰ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

پھر ابوطالب کافر و مشرک کی ایک کمپین چلی۔۔۔ بہرحال، بدقسمتی سے جب قانون بنا کہ اِن کے باپ بھی مشرک تو اُن کے باپ بھی مشرک، تو سب کے باپ مشرک۔ بدقسمتی سے یہ ملبہ پھر نبیﷺ کی ذات پر بھی آگیا۔۔۔ مشرک تو پھر سب کے باپ مشرک، چاہیے نبی کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

(ویسے بھی عربوں کا ایک طبقہ نبیوں کو (بنی اسرائیلیوں کی ایک طبقہ کی طرح اپنے سے بڑھ کر کچھ خاص نہیں سمجھتا۔) (بنی اسرائیل تو نبیوں کو قتل کرتے رہے)

(باپوں کا نام لے کر، کسی کو تنگ کرنا، یہ روش تب سے اب تک چلی آرہی ہے۔ لوگ آج بھی آپ کے باپ کے نام لے کر آپ کو bully کرنے کی کوشش کریں گے۔ یعنی یہ روش پرانی ہے)

2۔ لفظ "اب" کا مطلب

"اب" لفظ قرآن میں **باپ دادا (یعنی آبا و اجداد)** کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ خصوصاً والد کے لیے نہیں۔ والد خود عربی کا لفظ ہے جو اصل بایولاجیکل باپ ہوتا ہے۔ قرآن نے آذر کو "اب" کہا ہے (والد نہیں)! (ذرا غور کریں)

(یاد رہے، "اب" لفظ باپ کے لیے بھی بنیادی طور پر استعمال ہوسکتا ہے، اور ہوتا ہے، اس سے انکار نہیں، پر جب بات زیادہ سخت ہوتی ہے، تو "والد" استعمال ہوتا ہے۔ "اب" عرفہ عام میں، جس میں باپ بھی ہوسکتا تو دوسرے کچھ خاندان کے برزگ بھی، جیسے دادا، چچا وغیرہ بھی)

3۔ احادیث رسول : "پاک پشتوں اور پاکیزہ رحموں"

’’حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایسا لگ رہا تھا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس وقت کافروں سے) کوئی ناگوار بات سنی تھی (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت جلال کی حالت میں تھے، پس واقعہ پر مطلع ہو کر) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام ث نے عرض کیا: آپ پر سلامتی ہو، آپ رسولِ خدا ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں (رسولِ خدا تو ہوں ہی اس کے علاوہ نسبًا میں) محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تومجھے بہترین خلق (یعنی انسانوں) میں پیدا کیا، پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (یعنی عرب و عجم)، تو مجھے بہترین طبقہ (یعنی عرب) میں رکھا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں پیدا کیا، پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے (ان میں سے) بہترین گھرانہ میں پیدا کیا اور ان میں سے بہترین نسب والا بنایا، (اس لئے میں ذاتی شرف اور حسب و نسب کے لحاظ سے تمام مخلوق سے افضل ہوں)۔‘‘ (حوالہ) https://www.minhajbooks.com/urdu/book/Arba-in-Virtues-of-the-Holy-Prophet-PBUH/read/txt/btid/121

7/19. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي االله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: لَمْ يَلْتَقِ أَبَوَايَ فِي سِفَاحٍ لَمْ يَزَلِ اللهُ تعالى يَنْقُلُنِي مِنْ أَصْلَابٍ طَيِّبَةٍ إِلَى أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ صَافِيًا مُهَذَّبًا لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا.

رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ.

أخرجه أبونعيم في دلائل النبوة، 24/1، والكلاعي في الاكتفاء، 11/1، والسيوطي في الدر المنثور، 328/4، والمناوي في فيض القدير، 437/3.

’’حضرت عبد االله بن عباس رضی االله عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے والدین کبھی بھی بغیر نکاح کے نہیں ملے۔ االله تعالیٰ ہمیشہ **مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں** میں منتقل فرماتا رہا، جب بھی لوگوں کے دو گروہ ہوئے تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں رکھا گیا۔‘‘ (حوالہ)

اعتراض اٹھا:

"پاک پشتوں سے مطلب نکاح ہے"۔ (یعنی مشرک تو وہ اپنی جگہ پر تھے)۔

جبکہ قرآن کہتا مشرک نجس ہوتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡمُشۡرِكُوۡنَ نَجَسٌ (توبه، 28)

اے ایمان والو جان لو کہ مشرک نجس ہیں!

فقھی ڈفینیشن میں نجس اسے کہتے جس کو چھونے سے آپ ناپاک ہوجاتے، جیسے پیشاب، پاخانہ، خون، کتا، سور نجس ہوتے۔

جس کو چھونے سے طہارت لازمی ہوجائے، جو جسمانی طور پر ہی ناپاک ہوجائے، کہ جس کو صاف و پاک کرنا لازمی ہوجائے۔ پھر کہنا کہ نبی اکرمﷺ کی ذات مبارک کا نطفہ ایسے رحموں میں رہا۔۔۔ بالکل ناقابل برداشت و ناقابل یقین ہے۔ (کوئی یہ بات اپنی ذات کے لیے پسند نہیں کرے گا، تو پھر نبی کی ذات کے لیے کیسے کہہ سکتا؟)

تو اس لیے اس سے مراد نکاح تو ایک شرط ہے، پر مزید طیب و طاہر کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ جو شرک جیسے گناہ سے پاک ہونے کی دلیل ہیں۔

کیونکہ قرآن تو کہتا ہے مشرک نجس ہے، جو نجس ہوتا وہ پاک و طیب و طاہر نہیں ہوتا۔

4۔ اسرائیلیات/بائیبل

✎ بائبل/اسرائیلیات سے مدد لیتے ہوئے، اور کئی مسلمان مفسرین اس کی تائید کرتے کہ ان کے والد کا نام "تارح" تھے۔

⇨ **Now these are the generations of Terah. Terah fathered Abram, Nahor, and Haran; and Haran fathered Lot.GENESIS 11:27**

⇨ **Terah, the ninth in descent from Noah, was the father of Abram, Nahor, Haran (Hebrew: הָרָן *Hārān*) and Sarah.[15] Haran was the father of Lot, who was Abram's nephew; the family lived in Ur of the Chaldees. Haran died there. Abram married Sarah (Sarai). Terah, Abram, Sarai, and Lot departed for Canaan, but settled in a place named Haran (Hebrew: חָרָן *Ḥārān*), where Terah died at the age of 205.[16] (Wikipedia)**

✎ یہ بات حیران کُن ہے کہ وکیپیڈیا پیج بائبل کے حوالے سے کہتا ہے کہ "تارح" حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد، خود حضرت ابراہیم و لوط اور بیبی سارہ کے ساتھ اس سفر پر نکل آئے تھے۔۔۔ اور سفر کے دوران "حاران" کے مقام پر ان کی وفات ہوئی۔

اور قرآن کی رو سے آذر سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خود بیزار ہوکر اُسے چھوڑ کر آتے ہیں، بلکہ وہ خود کہتے ہیں مجھ سے دور ہوجا ورنہ سنگسار کردوں گا۔

قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَـٰٓإِبْرَٰهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَٱهْجُرْنِى مَلِيًّا

"اس نے کہا: اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے بے رغبتی کرتا ہے؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے **سنگسار کر دوں گا**، اور تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جا!" (مریم، 19:46)

✎ تاریخی حقائق و قرآن کی آیات کی روشنی میں بات واضح ہوجاتی۔ تارح جو والد تھا، وہ سفر میں ساتھ تھا۔ اور آزر جو چچا تھا، اس کو حضرت ابراہیم علیہ اسلام وہیں اپنے آبائی شہر "اُر" پر چھوڑ کر چل دیے۔ "واھجرنی" جدا ہوگئے۔

5۔ قرآن نے نفی نہیں کی

✎ کچھ لوگ اپنی بات کو اس طرح بات ثابت کرتے ہیں، کہ **"قرآن نے نفی تو نہیں کی؟"** --- یعنی قرآن نے اگر نفی نہیں کی۔ یہ نہیں کہا کہ آذر حضرت ابرہیم کے والد نہیں تھے--- تو مطلب ہوگئے!؟

یہ عجیب سے منطق ہے بندے کو پریشان کرنے کے لیے--- اس اصول کے تحت قرآن نے جس جس چیز کی نفی نہیں کی تو کیا وہ سب صحیح درست و حلال ہوجاتی؟

اور ویسے بھی منطقی طور اثبات خود نفی بھی ہوتی ہے۔ اگر میں کہوں دوں "ہے"، تو یہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے کہ "نہیں ہے" وہ ازخود understood ہے۔ جیسے یں کہوں کہ ابھی رات ہے، تو یہ کہنے کی اب ضرورت نہیں کہ ساتھ میں یہ بھی کہوں کہ دن نہیں ہے۔

قرآن نے کہا وہ "اب" تھے، تو کلیئر ہے کہ وہ "والد" نہیں تھے۔(نفی والی بات بولنا ضروری نہیں۔)

6۔ قرآنی آیات کیا کہتی؟

✎ اب رہ جاتا صرف معاملہ قرآن کے 3 چار حوالوں کا---

ایک حوالہ سورہ مریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے اب/آذر سے گفتگو-- آیت 41 سے 47 تک۔

اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ (جب اس نے کہا اپنی اب سے یا ابتی---۔)

آخر میں کہتے ہیں۔

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ --

(ابراہیم نے کہا ” سلام ہے آپ پر۔ میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کردے)

پھر سورہ توبہ میں اللہ نے قانون پاس کیا--

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى---

نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں، زیبا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں، چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جبکہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔ (توبہ، 9:113)

اور ساتھ اسی تسلسل میں کلیئر کر دیا کہ حضرت ابراہیم کا معاملہ کیا تھا---

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ١١٤

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا مانگنا صرف اس وعدہ کے سبب سے تھا جو اس نے اس سے کرلیاتھا پھر جب اس پر کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہوگیا بے شک ابراہیم بڑا نرم دل اور بردبار تھا۔ (توبہ، 9:114)

اس آیت میں بھی اللہ تعالٰی نے لفظ "والد" استعمال نہیں کیا، پر "اب" کیا--

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

اب یہ "اب/ابا" والا معاملہ طے ہوگیا--- وہ اب تھے / چچا تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے "اب/چچا" کے لیے استغفار کی دعا کی تھی--- اور اللہ نے کہا کہ چچا ہو رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو نہیں کرسکتے--- اور ابراہیمؑ کی دعا بھی اپنے "اب/چچا" کے لیے صرف وعدے کو پورا کرنے کے وجہ سے تھی۔

- **یہ دنوں آیتیں آپس میں میتھمیٹیکلی کینسل ہوگئی۔**

لیکن اب ایک اور آیت آتی ہے، جو پورا معاملہ کلیئر کردیتی ہے۔

- **رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ (۱۴ ابراہیم: ۴۱)**

اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین اور ایمان والوں کو بروز حساب مغفرت فرما

اس میں لفظ "والد" آیا ہے۔ اور یہ وہ دعا ہے جو ہر مومن پڑھتا ہے۔ جو مومنوں کے درمیان ایک سنت ابراہیمی ہے۔

اس میں صرف والد کا ذکر نہیں پر سب "مومنین" کا ذکر بھی ہے۔ والد اور مومنین۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دعا میں مشرکین کو شامل ہی نہیں کیا۔ صرف مومنین کو شامل رکھا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔۔

کہ جو لوگ ظلم کر بیٹھتے ہیں تو پھر بعد توبہ کرتے ہیں اور اس ظلم کے ازالہ کو اس کی نیکیوں سے بدلتے ہیں۔

- **اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا وَّانْتَصَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا‌ؕ** (شعراء، آخری آیت)

وَّعَلَانِيَةً وَّيَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ (رعد، 13:22)

اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے۔

حضرت ابراہیم نے جب "اب" کی مغفرت کے لیے دعا کی ہوگی، اور اللہ نے انکو سمجھا دیا کہ ۔ ایسا مت کرو۔

تو انہوں نے توبہ کر کے اُس بات کو اِس دعا سے بدل ڈالا۔ (یعنی برائی کو بھلائی سے بدل ڈالا)

کیونکہ یہ دعا کی شکل میں ہے۔ اللہ نے قرآن میں شامل کر کے قیامت تک امت مسلمہ کے لیے اس کا اجراء کر دیا تا کہ مومن پڑھتے رہیں۔

یہ **"والد"** کے ساتھ ہے۔۔۔ اور دعا کی شکل میں آئی ہے **"ربنا"** کے ساتھ!

والد اور تھا۔۔ اور اب اور تھا۔۔۔

پچھلا سارا معاملہ "اب" کے ساتھ تھا۔۔۔

اور یہ معاملہ "والد" کے ساتھ ہے۔

دوسرے اینگل سے:

یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر کے آخری حصہ کی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے کی آیتیں بتاتی ہیں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ وَهَبَ لِىۡ عَلَى الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ

"شکر ہے اس کا خدا کا جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) جیسے بیٹے دئیے ، حقیقت یہ ہے کہ میرا رب ضرور دعا سنتا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ٤٠

اے میرے پروردگار ! مجھے بنا دے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی اے ہمارے پروردگار ! میری اس دعا کو قبول فرما

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِـوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ٤١ (ابراہیم)

پروردگار ، مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو اس دن معاف کر دیجیو جبکہ حساب قائم ہوگا“

یہ دعا تب کی ہے جب حضرت اسحاقؑ بھی پیدا ہوچکے تھے، اور تاریخ و روایات کے حساب سے ان کی عمر 100 سال تھی جب حضرت اسحاق پیدا ہوئے۔

تو یہ ان کی دعا زندگی کے آخری عمر کی ہے--- جب کہ آذر والا معاملہ اس سے بہت پہلے کا تھا جب حضرت ابراہیمؑ گائوں چھوڑ کر نکل آئے۔

اب ذرا غور کریں، یہ دعا/آیت قرآن میں موجود ہونے سے، ہم اسے پڑھ جا رہے ہیں۔ یعنی ایک حساب (اپنے والدین کی مغفرت کی دعا کے ساتھ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔ دوسری جانب اللہ کہہ رہا مشرکین کے لیے دعا مغفرت مت کرو۔

اب عجیب سے بات بن جاتی کہ اللہ تعالیٰ منع بھی فرما رہے ہیں، اور ہم سے پھر پڑھوا بھی رہے ہیں--- دونوں باتوں آپس میں ٹکراتی ہیں، اس لیے ثابت ہوجاتا وہ مشرک نہ تھے، ورنہ یہ آیت پڑھنا ہی مشکل ہوجاتی۔ کہ جس کو اللہ نے منع کیا، اس کو ہم سنت بنا کر پڑھے جا رہے ہیں۔

? وہ دعا کہاں ہے جو "اب" کے لیے کی تھی؟

وہ دعا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے "اب" کے لیے کی تھی، وہ یہ تھی۔

- **وَاغۡفِرۡ لِاَبِیۡۤ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیۡنَۙ ۸۶ (شعراء، 26:86)**
اور میرے باپ کو معاف کر دے کہ بیشک وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔

اور یہ آیت بھی حیرانگی کے طور پر
1۔ "اب" کے ساتھ ہے اور ساتھ میں
2۔ "ضالین" بھی لگایا۔
3۔ اور یہ آیت شروع میں "رب" یا "ربنا" سے بھی شروع نہیں ہوتی۔

(یعنی دعائیہ انداز میں نہیں ہے، بس بیانیہ انداز میں ہے)

جب کہ وہ "والد" والی دعا ایک بار پھر سے دیکھیں۔

- **رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ**

اے ہمارے رب بخش دے مجھ کو اور میرے والدین کو اور مومنین کو اُس روز جب حساب قائم ہوگا۔

3۔ شروعات "رب" سے ہوتی۔

2۔ ضالین کی جگہ "مومنین" کو شامل کیا گیا۔

1۔ لفظ اب کی جگہ والد کہا گیا۔

(عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں، دونوں میں ایک خاص تطبیق ہے۔)

مزید یہ کہ --- اس آیت کا تھوڑا پہلے سے پورا قصہ پڑھا جائے--- تو آیت 69 سے شروعات ہوتی۔

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰهِيۡمَ‌ۘ ٦٩

اور ان کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو

جب کہ اس نے اپنے اب اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟

یعنی یہ سب باتیں تب کی ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے آبائی وطن "اُر" کی جگہ پر رہتے تھے--- اس وقت وہ بے اولاد بھی تھے---

یہ جب معاملہ ہوا، اور اس کے بعد یا اس سے پہلے اپنے "اب" کے ساتھ اسپیشل گفتگو الگ سے ہوئی جو سورہ مریم میں ہے--- پھر وہ بالاخر وہ وہاں سے نکل آئے۔

یعنی سورہ مریم کے الفاظ میں جب انہوں نے کہا کہ میں آپ کے لیے دعا کروں گا، تو وہ دعا اُسی وقت، اُسی دور میں انہوں نے ان الفاظ میں کردی:

وَاغۡفِرۡ لِاَبِىۡۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيۡنَۙ۔

پھر لگ بھگ 25 سال بعد انہوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کے بعد انہوں نے وہ دعا کی جو والدین اور مومنین کے متعلق ہے۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِىۡ وَ لِوَالِدَىَّ وَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ

7۔ والدین کا احترام اور ان کے لیے دعا

7✐ آخر میں ایک چھوٹی پوائنٹ یہ بھی ہے کہ --- قرآن میں والدین کے احترام کے لیے بہت زیادہ تاکید ہے۔

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭاِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ٢٣ (اسراء، 17:23)

اور تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر وہ تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں، ان میں سے ایک یا دونوں، تو ان کو اُف نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو، اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۭ ٢٤ (اسراء، 17:24)

اور ان کے سامنے نرمی سے عجز کے بازو جھکادو اور کہو کہ اے رب، ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

یہ دعا اللہ تعالٰی نے خود تعلیم فرمائے کہ اپنے والدین کے لے اس طرح دعا کرو۔

اور خاص بات یہ ہے کہ یہاں بھی لفظ "اب" استعمال نہیں ہوا، بلکہ **"والدین"** استعمال ہوا۔

اللہ پاک خود تعلیم دے رہے، ان کے آگے اپنے کندھے جھکا دو، اور "اُف" تک نہ کہو، اور کہو کہ یا رب ان پر رحم کر جس طرح انہوں نے میرے اوپر کیا جب میں چھوٹا تھا۔

8۔ دونوں فریقین میں سے کس کی سائیڈ لیں؟

✎ ویسے قرآن کا انداز۔۔۔ ان چیزوں کی طرف اتنا فوکس نہیں کرتا۔۔۔ اور کہتا

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ١٣٤ (بقرہ)

یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی اس کو ملے گا جو اس نے کمایا اور تم کو ملے گا جو تم نے کمایا اور تم سے ان کے اعمال کی پوچھ نہ ہوگی۔

بندے کو اپنا ایمان بچانا چاہیے اور اپنی فکر کرنی چاہیے۔

پر پھر بھی کسی بھی لیول پر اگر یہ بات ڈسکس ہوتی بھی ہے۔

اور کہہ لیں کہ 2 جماعتیں ہیں۔

ایک۔ جو انبیاء اور ائمہ کی والدین کو (یعنی ماں اور باپ) کو پاک و موحد سمجھتی ہے۔

حضرت **آدم** سے لیکر ان کے **اپنی ذات** تک۔

دوسرے۔ جو انبیاء کی والدین کو کو پاک و موحد ہونا ضروری نہیں سمجھتے، بلکہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے والد مشرک تھے، اس حساب سے حضرت ابراہیمؑ ایک مشرک باپ کی أولاد تھے، اور اس طرح، حضرت ابراہیمؑ کے بعد سب انبیاء (جو کہ ممکناً سب انہیں کی نسل سے ہیں) سب اسی آزر کی نسل سے جالگتے ۔۔۔ جو مشرک تھے۔

(یعنی حضرت ابراہیم اور ان کے بعد سب انبیاء کی نسل کو اللہ نے آزر سے آگے بڑھایا جو مشرک تھا!!)

کس کی سائیڈ لیں؟

اگر دوسری جماعت کی بات درست نکلی تو امید ہے کہ قیامت کے دن پہلی جماعت پر وہ رحمٰن و رحیم صرف اس وجہ سے عذاب نہیں کرے گا کہ انہوں نے ان کے پیاروں کے متعلق حسن ظن رکھا۔ اور کہا کہ وہ سب پاک و طاہر تھے۔ مشرک نہیں تھے۔

اور اگر پہلی جماعت کی بات درست نکلی تو دوسری پارٹی کے عقیدے میں کراہت اور نفرت کا عنصر ضرور پایا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے حق کو ٹھکرایا اور انبیاء کی ہتک عزت کی، اور تحقیر کی۔ اور کہا کہ ان کے تو باپ ہی مشرک تھے۔ (اور احادیث کی بھی اپنے طور پر تاولییں کی، جب انہوں نے بیان کیا کہ ہم پاک و طاہر پشتوں میں رہے! صرف لفظ "اب" پر بضد ہوکر بیٹھ گئے، جب کہ جانتے ہیں کہ یہ "باپ" کے علاوہ دوسرے خاندان کے بزرگوں کے مفہوم میں بھی آتا ہے۔)

"تیرا باپ مشرک" (اور مشرک جہنم میں)

⇦ انسان کو اگر کہو کہ دو منٹ کے لیے تصور کرے، کہ تمہارا اپنا باپ مشرک و نجس

تم خود ایک نجس باپ کی أولاد ہو۔ تو انسان کو غصہ لگ جائے، اور برداشت نہ کر پائے۔

(جب کہ حقیقت میں، عام بندے کے لیے محال ہے کہ آدم سے لے کر اسکی اپنی ذات تک سارے والد – نسل در نسل موحد رہے ہوں، اور کوئی مشرک نہ ہو! صرف یہ خیال ہے اور قرینِ عقل ہے، اور ان آبا و اجداد کی بات ہورہی جو نامعلوم ہیں، کئی پشتیں پیچھے، جس کا کوئی نام و نشان بھی نہیں معلوم۔۔۔ پر اسکے باوجود ہم اپنی ذات کے لیے یہ یہ بالکل پسند نہیں کرتئ کہ کہا جائے تمہارا باپ یا آبا میں سے کوئی مشرک و نجس تھا۔)

پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کے لیے معلوم نہیں کیسے زبان دراز کر لیتے کہ ان کا باپ مشرک و نجس؟

- بالفرض: اگر تھوڑا سوچا جائے کہ چلو، "اب" سے دونوں معنی نکلتی ہیں، باپ بھی چچا بھی، اور بائیبل، اور سورہ لہب، اور کچھ دوسری دلیلوں سے گنجائش نکلتی ہے کہ وہ "چچا" ہوسکتے۔۔۔ تو اس آپشن اختیار کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ (کیا ضروری ہے کہ بندہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے باپ کو مشرک ٹھرانے پر بندہ بضد رہے۔)

9۔ جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا اس میں ہوکر رہے گا

✎ یہ حدیث کہ "جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا اس میں بھی ہوکر رہے گا" کے تحت اس امت کا ایک ہی نبی ہے – حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم – اور انکا ایک چچا اتنا دشمنِ خدا تھا کہ اللہ نے اس کی مذمت میں قرآن میں اس کے نام کے ساتھ ایک سورۃ اتاری ہے۔ (سورہ لھب)

اسی طرح پچھلی امتوں میں بھی ایک جلیل القدر نبی کے چچا کا مذمت میں ذکر ہوتا ہے اور ان کا بھی قرآن میں نام آتا ہے – آزر۔

اس لیے یہ معمہ بھی اس طرح حل ہوتا ہے کہ پچھلی امتوں میں آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے اور مشرک تھے اور ان کے دشمن تھے؟

اور اس امت میں ابولھب نبی اکرمﷺ کے چچا تھے، اور مشرک تھے، اور ان کے دشمن تھے۔

⇦ **دو انبیاء کے چچا اللہ کے دشمن ٹھرے، اور دونوں کا قرآن میں ذکر موجود ہے، اور دونوں کے نام تک موجود ہیں۔ (ازر – انعام، 6:74۔۔ ابولھب – لھب 111:1)**

(واللہ اعلم)

اللہ پاک ہمیں سمجھنے اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اظھر حسین ابڑو
موڈیفائیڈ 1-اپریل-2024
ری موڈیفائیڈ – 16-جون 2025